بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم پنجشنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۸ اخاء ۱۳۴۳ ہش یکم جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ ۸ اکتوبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۳۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۷ ر اکتوبر بوقت ½۸ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی لیکن شام کے وقت حضور کو ضعف کی شکایت ہو گئی۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت ٹھیک ہے۔ کل حضور نے تین احباب کو شرف ملاقات بخشا

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خاتمہ بالخیر ہونے اور نیکیوں کی توفیق پانے کیلئے دوسرا اہم پہلو دعا ہے

جو کامل یقین کے ساتھ اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا اس کی تمام مشکلات دُور ہو جائینگی

"سورۃ فاتحہ میں بھی خدا تعالیٰ نے دُعا کی تعلیم دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے۔ اس کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں۔ اور اپنے انہیں چار صفات کا ذکر اوّل کیا ہے جن سے دُعا کی تحریک دل میں پیدا ہوتی ہے وہ چار صفات اس کی ربّ العالمین، رحمٰن، رحیم، مالک یوم الدین ہیں جو اُمّ الصفات ہیں۔ ربّ کے معنے ہیں کہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ عالم اُسے کہتے ہیں کہ جس کی خبر مل سکے یا جس کا علم ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کی ربوبیت اللہ تعالیٰ نہ کرتا ہو۔ ارواح اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کر رہا ہے وہی ہے جو ہر ایک چیز کی حسب حال اس کی پرورش کرتا ہے۔ جہاں جسم کی پرورش کرتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلّی کے لئے بھی معارف حقائق عطا فرماتا ہے۔ رحمٰن ہے کہ قبل پیدائش انسان کی بلا مزد و محنت اس کے آرام کے سامان مہیا کر دیئے۔ زمین، چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ جس قدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں اُس کے پیدا ہونے سے پہلے موجود ہوتی ہیں اور رحیم ہے یعنی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ مالکِ یوم الدّین ہے وقت جزاء کا مالک بھی ہے۔ اِس قدر صفات اللہ کے بعد دعا کی تحریک کی ہے واقعہ میں جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک پیدا ہوتی ہے اور رُوح دعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے اس لئے اس کے بعد دعا کی تحریک کی ہے کہ تو جو ربّ، رحمٰن، رحیم، مالک یوم الدین ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اپنی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت سے میری مشکل کشائی فرما اور وہ صراطِ مستقیم دکھا جو تُو اپنے پیارے برگزیدوں کو دکھاتا رہا ہے۔ ہم تیری راہ بجز تیرے فضل کے نہیں پا سکتے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلیات اور رحمتوں کے پانی کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے بلکہ اس کے تجلّیات کا ظہور دعا کو چاہتا ہے اس لئے اس پر ہمیشہ کمربستہ رہو اور کبھی مت تھکو اسی کے ذریعہ انسانوں کو مخلصی ملتی ہے۔ غرض اصلاحِ نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے لئے دوسرا پہلو دعا ہے جو اُسے کامل یقین اور طاقت سے استعمال میں لاوے گا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا، اُس کی تمام مشکلات دُور ہو جائیں گی اور عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء)

اخبار احمدیہ

— • ربوہ ۷ ر اکتوبر۔ مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے بیرون پاکستان تشریف لے جانے کے لئے کل مورخہ ۶ اکتوبر کو بذریعہ چناب ایکسپریس کراچی روانہ ہو گئے۔ احباب نے ریلوے سٹیشن پر پہونچکر آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ آپ کو الوداع کہنے کی غرض سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ بخیریت اپنی منزل مقصود پر پہنچیں اور آپ کو بیش از پیش خدمات دین کی توفیق ملے۔ آمین

— • لاہور ۶ ر اکتوبر (بذریعہ تار) مکرم جناب چوہدری اعظم علی صاحب ریٹائرڈ سیشن جج بوجہ بندش پیشاب و خرابیٔ جگر بہت بیمار ہیں اور میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کے متعلق بذریعہ تار جو تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حالت بہت زیادہ تشویشناک ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ درد اور التزام کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے محترم چوہدری صاحب موصوف کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے آمین

— • ربوہ — بزم اردو تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام ۱۲ اکتوبر کو بروز اتوار ایک کل پاکستان اردو کانفرنس انعقاد پذیر ہو رہی ہے انشاء اللہ العزیز۔ توقع ہے کہ ملک کے چیدہ علماء، ادباء اور شعراء اس کانفرنس میں شرکت فرما کر مقالے پڑھیں گے۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء

مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ

ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کے دعووں کا شطحیات میں داخل ہونے کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت جس کے ذریعے آپ ہی نے یکم ستمبر کے الفضل کے صفحہ دوم کے تیسرے کالم کے شروع میں مکالمہ الٰہیہ کے تین طریقوں کی تصریح کی ہے میں بھی اسی آیتِ کریمہ سے مرزا صاحب کے دعویٰ مکالمہ الٰہیہ کو ان کے اوہام کا نتیجہ اور ان کے شطحیات میں داخل سمجھتا ہوں اور ایسا سمجھنے پر از روئے قرآن مجید مجبور ہوں۔ اور حق بجانب ہوں۔

آپ خود آیت کریمہ پر غور فرمائیے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیًا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم ۔ مکالمہ الٰہیہ کی تین صورتیں حصر کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہیں اس لئے چوتھی کوئی صورت ممکن نہیں ہو سکتی۔ تیسری صورت کلام بالواسطہ کی ہے پہلی صورتِ کلام بے صوت کی ہے جو دل پر القاء ہو۔ کلام بالصوت کی ایک ہی صورت بتائی گئی ہے اور وہ من وراء حجاب کی ہے۔ یعنی پس پردہ صرف آواز سنائی دے مگر مرزا صاحب تو مکالمۂ بلا حجاب کے مدعی ہیں۔ اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی مطبوعہ ربوہ کے صہ۱۹۲ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دس بار بے حجاب اپنے مکالمے کا ذکر کیا ہے اور ص۱۹۳ کی پہلی سطر میں "برہنہ مکالمہ" کا (مکزوم؟) لفظ اس کے لئے استعمال کیا ہے۔ کیا یہ دعویٰ قرآن مجید کے صریح خلاف نہیں ہے؟ وہاں من وراء حجاب فرمایا جاتا ہے اور یہاں "بے حجاب" اور "برہنہ مکالمہ" کا دعویٰ کیا جاتا ہے ان فی لہ سرکچہ کو اگر ہم اور کچھ نہ کہیں تو کیا شطحیات میں بھی داخل نہ سمجھیں۔ اور جب ان کا ایک دعوےٰ شطحیات میں سے ثابت ہو گیا تو ان کے بقیہ دعوے بھی جو موضوع روایات کی بنیاد پر ہیں اور ما انزل اللہ بہا من سلطٰن ہیں داخل ہیں یقیناً شطحیات ہی سمجھے جائیں گے۔"

لکھنے والے صاحب فہیم و ذہین آدمی ہیں اس لئے حیرانی ہے کہ آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سمجھنے اور اس میں جو الفاظ بے حجاب مکالمہ اور "برہنہ مکالمہ" ہیں ان کو سمجھنے میں کیوں دقت محسوس ہوئی ہے۔ اور آپ نے معلوم نہیں کس طرح یہ قیاس کر لیا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "حجاب" اور "برہنہ" کے الفاظ "من وراء حجاب" کے خلاف استعمال کئے ہیں۔ اگر صاحب موصوف اسلامی اصول کی فلاسفی کی عبارت پر غور کرتے تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتے۔ ہم ذیل میں وہ عبارت نقل کر دیتے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "بے حجاب مکالمہ" اور برہنہ مکالمہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں تاکہ اصل ماحول میں ان الفاظ کے معنی متعین کئے جا سکیں اور معلوم ہو جائے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے اور کہ یہ الفاظ قرآن کریم کی آیہ مذکورہ میں آنے والے الفاظ "من وراء حجاب" کے منافی نہیں ہیں۔ فھو ھذا:۔

"اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس رنگ میں الہام ہو کہ بندہ سوال کرتا ہے اور خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ اسی طرح ایک ترتیب کے ساتھ سوال و جواب ہو اور الٰہی شوکت اور نور الہام میں پایا جاوے اور علومِ غیب یا معارفِ صحیحہ پر مشتمل ہو تو وہ خدا کا الہام ہے۔ خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہمکلام ہوتا ہے اسی طرح رب اور اس کے بندے میں ہم کلامی واقع ہو۔ اور جب یہ کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدائے تعالیٰ کی طرف سے سنے جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے۔ اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے۔ مگر یہ درجہ کہ الہام بطور موہبت ہو اور زندہ اور پاک الہام کا سلسلہ اپنے بندہ سے خدا کو حاصل ہو اور صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ہو۔ یہ کسی کو نہیں ملتا۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمالِ صالحہ میں ترقی کریں اور نیز اس چیز میں جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے سچا اور پاک الہام الوہیت کے بڑے بڑے کرشمے دکھلاتا ہے۔ بارہا ایک نہایت چمکدار نور پیدا ہوتا ہے اور ساتھ اس کے پُرشوکت اور ایک چمکدار الہام آتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ مُلہم اس ذات سے باتیں کرتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دنیا میں خدا کا دیدار یہی ہے کہ خدا سے باتیں کرے مگر اس ہمارے بیان میں انسان کی وہ حالت داخل نہیں ہے جو کسی کی زبان پر بے ٹھکانا کوئی لفظ یا فقرہ یا شعر جاری ہو اور ساتھ اس کے کوئی مکالمہ یا مخاطبہ نہ ہو بلکہ ایسا شخص خدا کے امتحان میں گرفتار ہے۔ کیونکہ خدا اس طریق سے بھی سست اور غافل بندوں کو آزماتا ہے کہ کبھی کوئی فقرہ یا عبارت کسی کے دل پر یا زبان پر جاری کی جاتی ہے اور وہ شخص اندھے کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ وہ عبارت کہاں سے آئی، خدا سے یا شیطان سے، سو ایسے فقرات سے استغفار لازم ہے لیکن اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمۂ الٰہی شروع ہو جائے اور مخاطبہ اور مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن لذیذ، پُر معنی، پُر حکمت پوری شوکت کیساتھ اُس کو سنائی دے۔ اور کم سے کم اس کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس مرتبہ سوال و جواب ہوا ہو۔ اس نے سوال کیا اور خدا نے جواب دیا۔ پھر اسی وقت عین بیداری میں اس نے کوئی اور عرض کی اور خدا نے اس کا بھی جواب دیا۔ پھر گزارشِ عاجزانہ کی خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں۔ اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اس کی دعائیں منظور کی ہوں عمدہ عمدہ معارف پر اس کو اطلاع دی ہو۔ آنے والے واقعات کی اس کو خبر دی ہو اور اپنے برہنہ مکالمہ سے بار بار کے سوال و جواب میں اس کو مشرف کیا ہو تو ایسے شخص کو خدائے تعالیٰ کا نہایت شکر کرنا چاہیئے۔ اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اپنے تمام بندوں میں سے اسے چُن لیا اور ان صدیقوں کا اس کو وارث بنا دیا جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ نعمت نہایت ہی نادر الوقوع اور خوش قسمتی کی بات ہے۔ جس کو ملی اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص۱۹۱ تا ص۱۹۳)

اب جو شخص اس عبارت کو غور سے پڑھے گا اس کو معلوم ہو جائے گا کہ بے حجاب مکالمہ اور برہنہ مکالمہ کا یہاں یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی سے علاوہ ان تین طریقوں کے کلام کرتا ہے جن کا ذکر آیہ ما کان لبشر میں آیا ہے۔ اور وہ طریقہ وہ ہے جو غلط فہمی سے صاحب معترض نے سمجھ لیا ہے کہ گویا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان تین طریقوں سے علاوہ ایک چوتھے طریقے سے مُلہم کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے بلکہ ان الفاظ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صرف یہ مطلب ہے کہ مُلہم کو یقین ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہے کسی اور سے نہیں۔ کلام اتنا صاف اور پُر شوکت اور لذیذ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا ہو نہیں سکتا۔ اس طرح یہاں الفاظ "بے حجاب" اور "برہنہ" کے معنی "بلاشبہ" یا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شروع کلام اللہ میں فرمایا ہے "بلا ریب" اللہ تعالیٰ کا کلام ہوتا ہے۔

ذالک الکتٰب لاریب فیہ
ھدًی للمتقین۔

دوسرے لفظوں میں ایسے کلام میں مُلہم کے دل پر کوئی حجاب نہیں رہتا اور تمام پردے جو حائل ہوتے ہیں اُٹھ جاتے ہیں۔ غالب نے بھی اسی معنی کے قریب "حجاب" کا لفظ مندرجہ ذیل شعر میں بیان کیا ہے ؎

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کہ وہ ہے بے حجاب ہو جاتی ہے یا برہنہ ہو جاتی ہے اور سامنے آجاتی ہے ایسا تو ممکن ہی نہیں۔ وہ تو وراء الوراء ہستی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی رسالہ میں فرماتے ہیں۔

"چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات باوجود
نہایت روشن ہونے کے پھر بھی
نہایت مخفی واقعہ ہوئی ہے۔"

اب ان الفاظ پر غور کیجیئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت مخفی واقعہ ہوئی ہے پھر بھی وہ نہایت روشن ہے مگر کس کے لئے اس کے لئے جس کی بصیرت ہو۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخفی پردوں کو اٹھا کر سامنے آجاتا ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ان آنکھوں سے دیکھ سکے۔ اس لئے جب لفظ "روشن" استعمال ہو گا تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ بصیرت کی آنکھ سے نظر آتا ہے۔ اسی طرح چونکہ معترض نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مطلب نہیں سمجھا اس کو مغالطہ لگا ہے اور اسنے جو نتیجہ

سلسلہ کے کاموں میں ذہنی اور عملی تعاون کی اہمیت

مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانہ کے مامور کو پہچاننے اور اس کی پاک جماعت میں شامل ہونے کی سعادت بخشی ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد باہمی اخوت و محبت پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کے دوستوں کو مخاطب کرکے یہ زریں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔" (ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم ص۱۸۱)

باہمی اخوت و محبت اور ہمدردی بلاشبہ تعاون کی مقتضی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ۔ نیکی اور تقوےٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

تعاون کی دو قسمیں ہیں ذہنی تعاون اور عملی تعاون۔ ذہنی تعاون یہ ہے کہ سلسلہ کا کام کرنے والے دوستوں کی مشکلات کو سمجھنے اور پھر انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تعاون کے ذکر میں فرماتے ہیں:۔

"اس کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تعاون دو قسم کا ہوتا ہے ایک ذہنی یعنی جو کام کرنے والا ہے اس کے رستہ میں سہولتیں پیدا کی جائیں۔ ہمارے ہاں یہ تعاون بہت کم ہے اور یورپ میں بہت زیادہ ہے وہاں دیکھتے ہیں کہ ایک بات غلط ہے مگر کہتے ہیں جو شخص کر رہا ہے، وہ چونکہ اس فن کا ماہر ہے۔ اس لئے یہی سمجھو کہ ٹھیک کرتا ہے اور دوسروں سے بھی یہی کہتے ہیں کہ تم بھی اس کے متعلق یہی سمجھو۔ مگر یہاں ذہنی تعاون بالکل ترک کر دیا جاتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ لوگوں کے جذبات کسی کام کرنے والے کی تائید میں پیدا کئے جائیں۔ اس کے خلاف باتیں مشہور کی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر اس کے کام میں خرابی نہ ہو۔ تو بھی لوگوں کو خرابی نظر آنے لگتی ہے اور کام کرنے والا لوگوں کے اعتراضات بڑھ جانے کی وجہ سے گھبرا جاتا ہے۔ اور اس کے گھبرانے سے کام خراب ہو جاتا ہے۔ اس پر اعتراض کرنے والے کہہ دیتے ہیں ہم نہ کہتے تھے فلاں شخص کام خراب کرے گا۔ اب دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔"

(الفضل ۷ رنومبر ۱۹۲۵ء)

پس ہمیں ہمیشہ یہ امر ذہن میں مستحضر رکھنا چاہیئے کہ مقامی اور مرکزی کارکنوں کے ساتھ ذہنی تعاون کرتے ہوئے ان کے لئے سازگار فضا پیدا کرنا ہم میں سے ہر شخص کا جماعتی فرض ہے جو شخص محنت اور اخلاص کے ساتھ کام کرتا ہے۔ وہ دین کے کام کے لئے اپنی توجہ اپنے اوقات اپنے قویٰ اپنی قابلیت اور اپنا تجربہ استعمال کر رہا ہوتا ہے۔ بلکہ اکثر صورتوں میں وہ اس مشن کی تکمیل کے لئے اپنی زندگی تک وقف کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے ہمیں نہ صرف ہر کارکن کو ایک خاص دلی احترام اور عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے بلکہ اس کے کام میں ہر طرح سہولت پیدا کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ بصورت دیگر ہم اس کے راستہ میں مشکلات پیدا کرکے نہ صرف اسے بددل کرکے عارضی طور پر سلسلہ کے مفاد کو نقصان پہنچا رہے ہوں گے۔ بلکہ ایک برا نمونہ پیش کرکے سلسلہ کے مفاد کو مستقل نقصان پہنچانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر شخص سلسلہ کے کاموں میں ذہنی تعاون کا مثالی نمونہ پیش کرے۔ تا سلسلہ کے کام آسانی اور سہولت سے سرانجام پا سکیں۔

تعاون کی دوسری قسم عملی تعاون ہے۔ یعنی کام کرنے والوں کے کام میں شریک ہوکر ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔ کسی کام کو باحسن طریق سرانجام دینے کے لئے یہ تعاون بھی نہایت ضروری ہے۔ بسا اوقات ایک شخص جس کے سپرد ایک کام ہوتا ہے وہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بہترین منصوبہ بندی کرکے راہ عمل معین کر لیتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اکیلا ہونے کی وجہ سے وہ سب کام خود نہیں کر سکتا اسے کام کی تکمیل کے لئے دوسرے دوستوں کی امداد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں اس سے عملی تعاون کام کو آسان کر دیتا اور اسے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"دوسرا تعاون عملی تعاون ہے یعنی جو کام کرنے والے ہوں، ان کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔" (ایضاً)

اور پھر تعاون کا صحیح طریق بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"آپس کا تعاون اس طرح ہو کہ ہر ایک سمجھے یہ میرا کام ہے مگر باوجود اس کے جو کام دوسرے کے سپرد ہو اس میں دخل نہ دے۔ اس کے بغیر تعاون نہیں ہوسکتا۔ جب کوئی کام خراب ہونے لگے تو جسے اس کی خرابی معلوم ہو وہ اٹھ کھڑا ہو اور ہر طرح امداد دے۔ اور جب کام ٹھیک چلنے لگے تو علیحدہ رہے۔" (ایضاً)

بعض اوقات ایک شخص کام میں ایک نقص دیکھتا ہے، اور اس کی اصلاح کے لئے وہ کام کرنے والوں کو مشورہ دیتا ہے، چونکہ کام کرنے والے بالعموم زیادہ تجربہ رکھتے ہیں اور کام کی نوعیت کو اس سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ بعض اوقات اس کے مشورے کو قابل عمل نہیں سمجھتے۔ اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے، جس کی وجہ سے مشورہ دینے والا بعض اوقات ناراض ہو جاتا ہے۔ بلکہ اسے اپنی ہتک سمجھ کر عدم تعاون کا رویہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور شکوے شکایت شروع کر دیتا ہے۔ جس سے جماعت میں انتشار خیالات کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریق مومنانہ طریق نہیں کہلا سکتا۔ اس سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ننانوے فیصدی لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ کسی کو مشورہ دیتے ہیں اور وہ نہیں مانتے تو آئندہ مشورہ دینا چھوڑ دیتے ہیں۔ یا کسی کام کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے ہیں، اگر ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ تو ناراض ہوتے ہیں۔ مگر یہ نتیجہ ہوتا ہے ان کے اس خیال کا کہ وہ دوسرے پر حکومت کرنا چاہتے ہیں نہ کہ تعاون۔ اگر ان کی غرض تعاون ہوتی تو خواہ سو دفعہ بھی ان کا مشورہ رد کیا جاتا۔ پھر بھی پیش کرتے۔ پس آپ لوگوں کو میں ایک نصیحت تو یہ کرتا ہوں کہ آپس میں تعاون سے کام لیں۔ اور اس طرح مشورہ پیش کریں کہ خواہ ہزار دفعہ بھی رد کی جائے۔ پھر بھی آپ اپنا فرض ادا کرنے سے باز نہ رہیں۔ خواہ ہزار دفعہ ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔" (ایضاً)

سلسلہ کے کام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سرانجام پاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے حضور فرماتے ہیں۔

"یہ کام چونکہ سب کے اتحاد سے ہو سکتے ہیں اس لئے میں سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں اتحاد اور محبت بڑھانے کی کوشش کریں۔ پھر چونکہ یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہیں۔ اس لئے میں دوستوں سے چاہتا ہوں کہ اپنی اور سب کی روحانی ترقی اور سلسلے کے کاموں میں ترقی کے لئے دعا کرتے رہیں۔" (ایضاً)

تعاون کے ضمن میں سلسلہ کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے ہم یہ امر واضح طور پر محسوس کرتے اور دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ اور بزرگان سلسلہ نے ہمیشہ اس امر کو مدنظر رکھا۔ کہ سلسلہ کے کاموں میں

"آپس کا تعاون اس طرح کا ہو کہ ہر ایک سمجھے کہ یہ میرا کام ہے مگر باوجود اس کے جو کام دوسروں کے سپرد ہو۔ اس میں دخل نہ دے۔ اس کے بغیر تعاون نہیں ہوسکتا جب کوئی کام خراب ہونے لگے۔ تو جسے اس کی خرابی معلوم ہو وہ اٹھ کھڑا ہو۔ اور ہر طرح امداد دے۔ اور جب کام ٹھیک چلنے لگے تو علیحدہ رہے۔"

چنانچہ انہوں نے ہمیشہ سلسلے کے کاموں کو اپنا کام سمجھا۔ اور جہاں کہیں بھی کوئی کمی محسوس کی۔ اس کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتے ہوئے انہوں نے اسے خود پورا کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کے باوجود یہ احساس پیدا نہ ہونے دیا کہ وہ سلسلہ کے کام میں دخل دے رہے ہیں۔ اس کی ایک درخشاں مثال ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ممتاز صحابی فاضل اجل حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کے فضل سے خدمت دین میں گزارا۔ آپ نے جب الفضل کے مضامین میں کمی محسوس کی تو "ادارہ الفضل کی ذمہ داری اور اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا۔

"رہا الفضل کا عملہ سو میری رائے میں اسے تو الفضل کے لئے آمدہ مضامین کی ترتیب دینے۔ لوگوں سے مضمون حاصل کرنے اور اخبار کو اعلیٰ سے اعلیٰ دیدہ زیب بنانے ہی کے لئے وقف کر دینا چاہیئے کہ اس کو مصروف و منہمک رکھنے کے لئے یہی کام کافی سے زیادہ ہے۔ لیکن مضمونوں کے لکھنے

کا بار بھی عملہ پر ہو تو دو یا تین شخص کس طرح نیا سے نیا رنگ پیدا کر سکتے ہیں۔" (الفضل ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء)

اور پھر جماعت کے اہلِ علم و فضل اصحاب کو اس ضمن میں تعاون کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں اس مضمون کے ذریعے تمام اُن احمدی دوستوں سے جنہیں خدا تعالیٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں پر فوقیت و برتری دی ہے۔ عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی فرمائیں۔

--- اے احمدی عالمو، ادیبو، مصنفو، سیاستدانو، وجاہت والو، عہدیدارو منصبِ جلیلہ پر فائز ہونے والو، اور اے وکیلو، ڈاکٹرو، تاجرو، پیشہ ورو، صناعو اور موجدو یعنی مختلف کاموں کے اہلو اور ہاں میری طرح بعض نااہلو! الفضل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بازو سمجھ کر اسے مضبوط کرو۔ اور اگر وہ کمزور ہونے لگے تو اپنے خون سے اسے قوی اور طاقتور بناؤ۔ نیز اسے حضرت مسیح موعودؑ کا لہلہاتا چمن اور سرسبز باغ تصور کر کے اپنی قلموں کے پانی سے اس کی آبپاشی کرو کہ یہی مسیح موعودؑ کی دینی لڑائی اور یہی مسیح موعودؑ کی شیطان سے آخری جنگ اور یہی اس کا جہاد ہے۔ اور اسی کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں کھینچا ہے کہ ؎

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے"

(الفضل ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء)

اپنی تمام تر دینی مصروفیات کے باوجود حضرت میر صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی وقتاً فوقتاً الفضل کی علمی، قلمی اعانت فرماتے رہے اور دوسرے دوستوں کو بھی اس کی طرف توجہ دلاتے رہے۔

ذہنی اور عملی تعاون کی یہ کس قدر شاندار مثال ہے۔ اور اگر جماعت کے ہر فرد کے دل میں یہی کیفیت پیدا ہو جائے اور سلسلہ کے کاموں میں ذہنی اور عملی تعاون کے لئے ہر فرد حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آمادہ ہو جائے اور اس طرح جماعتی کاموں کی ذمہ داری اپنے اوپر لے اور جو کمی نظر آئے اس کو خود دور کرنے کی کوشش کرے۔ تو باہمی تعاون، اتحاد اور ہمدردی کا یہ کس قدر شاندار نمونہ ہوگا۔ اور سلسلہ کے کاموں کے لئے کس قدر بابرکت ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

خاکسار۔ محبوب عالم خالد

محترم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل مرحوم

؏ "کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی"!!

مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود (ربوہ)

محترم مولوی صاحب کے انتقالِ پُر ملال کی خبر بڑے رنج و الم کے ساتھ سُنی گئی ہے۔ آپ ایک ذی علم شخصیت تھے اس لحاظ سے بھی آپکی رحلت ایک بہت بڑا نقصان ہے کیونکہ

موت العالِم موت العالَم

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کی ترتیب و تسوید سے متعلق ذمہ داری کے پیش نظر بھی آپکی مفارقت ایک قومی صدمہ ہے۔

خاکسار محترم مولوی صاحب مرحوم سے تقریباً تین سال سے متعارف تھا۔ گزشتہ موسم گرما کی تعطیلات کے دوران یہ سرسری تعارف گہرے ذاتی تعلق سے گزر کر بے تکلفی کا رنگ اختیار کر چکا تھا۔ ان موسمی تعطیلات میں روزانہ خلافت لائبریری جانے کا موقع ملتا رہا اور اس طرح تقریباً ہر روز ہی محترم مولوی صاحب سے بھی گفتگو کا شرف حاصل ہوتا رہتا۔ اور بعض اوقات کسی مسئلہ۔ حوالہ یا کتاب کے سلسلہ میں مشورہ حاصل کرنے کے لئے بھی حاضرِ خدمت ہو جاتا۔ اس تعلق اور ربط کی بنا پر ایک مختصر سے عرصے میں ان کی مقبولِ عام شخصیت کا مطالعہ کرنے کا مجھے موقع میسر آیا۔ محترم مولوی صاحب اُن شخصیات میں سے ہیں جن کے کردار، خلوص اور اخلاق حمیدہ سے مَیں بہت متاثر ہؤا ہوں اور جن کی صفاتِ حسنہ اپنانے کی تڑپ رکھتا ہوں۔

محترم مولوی صاحب کی شخصیت کے جس پہلو نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ان کی سادگی ہے جو ان کی طبیعت۔ لباس۔ عادات۔ غرض ساری زندگی پر محیط تھی۔ دورِ حاضر کی مادی چمک دمک نے انسانی معاشرے سے سادگی کے بابرکت جوہر کو تقریباً ناپید کر دیا ہے۔ اور اب لباس۔ وضع قطع۔ معاشرت حتیٰ کہ اخلاق اور مراسم میں بھی اکثر تصنّع اور تکلّف جبراً برتا جاتا ہے۔ مگر مولوی صاحب مرحوم سادگی کا پیکر تھے۔ ہر ایک سے خلوص اور مروّت سے پیش آتے۔ انہیں دیکھنے اور ملنے والے جانتے ہیں کہ لباس میں وہ کس قدر سادگی پسند تھے۔ مَیں نے اکثر دیکھا کہ خلافت لائبریری میں کتابوں کی تلاش میں گھوم رہے ہیں اور جوتا آتے ہی کمرے میں اُتار کر رکھ دیا ہے اور ننگے پاؤں کبھی اِس کمرے میں جا رہے ہیں اور کبھی اُس کمرے میں۔ کوئی اور تکلّف سے یہ روش اختیار کرتے بھی تو شاید طبعِ سلیم پر گراں گزرے مگر مولوی صاحب مغفور کی یہ عادت بہت ہی دلنواز کیفیت کی حامل تھی!! کثرتِ کار کو دیکھ اگر کبھی اُن سے ہمدردی کے پیرائے میں عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ کے ساتھ مدد کے لئے کوئی آدمی ضرور ہونا چاہیئے تو اکثر ہنس کر فرماتے "بھئی مَیں اپنے صیغے کا آپ ہی افسر ہوں اور آپ ہی چپراسی"۔ اور یہ بھی کچھ اس طرز سے کہتے کہ سُننے والا خلوص میں شبہ کر ہی نہیں سکتا تھا اور جاننے والے جانتے ہیں کہ محترم مولوی صاحب کس رنگ میں اپنے فرائضِ منصبی کو سر انجام دے رہے تھے انہوں نے اس کی پروا نہیں کی کہ ضروری عملہ آئے تو کام کروں۔ آپ کو کام کرنے کا شوق بلکہ جنون تھا آپ کے سپرد زود نویسی کے صیغے کے ساتھ ہی "تفسیر کبیر" کے مسودات کی ترتیب کا کام بھی تھا اور اس عظیم خدمت کی اہمیت کا آپ کو پورا پورا احساس تھا۔ اور حیران کُن حد تک اس میں انہماک تھا جس کا اندازہ ایک معمولی سی مثال سے ہو سکتا ہے۔ حال ہی میں ربوہ میں منعقد ہونے والے آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ کے آخری دن ربوہ کے دفاتر میں ساڑھے دس بجے تک تعطیل کر دی گئی تھی مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب مَیں نے دیکھا کہ محترم مولوی صاحب اپنے دفتر کے کمرے میں کتابوں اور فائلوں کے ڈھیر کے درمیان کام میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ جبکہ باقی دوسرے دفتر بند ہیں اور ان میں قفل پڑے ہیں میری طبیعت پر اس کا گہرا اثر ہؤا کہ کام کی دھن اور اسے سر انجام دینے کا اشتیاق ہو تو ایسا ہو!!

مولوی صاحب مرحوم کی تیسری خصوصیت ان کی علمیت تھی۔ سلسلے کے لٹریچر اور تاریخ پر آپکو گہرا عبور حاصل تھا۔ اسی طرح دینی موضوعات کے بارے میں ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ جماعتِ احمدیہ کی ان موجود علمی شخصیات میں سے تھے جو "تاریخ احمدیت وغیرہ کے بارے میں "اتھارٹی" کہے جا سکتے ہیں۔ چند دنوں کی بات ہے کہ خاکسار کو سیدنا و مولانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصانیف سے متعلق ایک مضمون لکھنے کا موقع ملا۔ نظرِ ثانی کے لئے محترم مولوی صاحب کو تکلیف دینا چاہی۔ آپ نے بڑی بشاشت اور محبت کے ساتھ ایک "طفلِ مکتب" کے مضمون کا مطالعہ کیا۔ اور تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے تک حضور کی تصانیف کی فہرست کی صحت کا جائزہ لیتے رہے۔ اس دن مجھے محترم مولوی صاحب کی غیر معمولی قوتِ یادداشت اور حضور کے لٹریچر پر عبور کا اندازہ بخوبی ہؤا۔ اس کے علاوہ آپ نے جس محبت انگیز ڈھنگ میں ایک ناتجربہ کار نوجوان کے ادھورے مضمون کو سراہا اور جن پیارے تعریفی کلمات سے میری ہمت افزائی فرمائی وہ مجھے ہمیشہ یاد رہیں گے۔ ان فقرات میں خلوص اور پیار کا جو رس گھلا ہؤا تھا وہ بہت کم لوگوں کے اندازِ گفتگو میں پایا جاتا ہے۔

مطالعہ کی وسعت کے ضمن میں محترم مولوی صاحب کے دو علمی لیکچروں کا ذکر کرنے سے رُک نہیں سکتا جو آپ نے اس سال جولائی کے آخر میں تعلیم القرآن کلاس منعقدہ ربوہ میں "توریت" اور "ناسخ و منسوخ" کے بارے میں ارشاد فرمائے۔ آپ نے محدود وقت میں ان لیکچروں میں جس طرح معلومات کو سمویا اس سے ہر طالب علم بہت متاثر ہوا!!

محترم مولوی صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور ان تھک کام کرنے والے وجود۔ بے لوث اور شہرت اور نمود سے بے نیاز۔ ان کے انہماک اور مصروفیت کی وجہ سے میں اکثر ڈرتا تھا کہ یہ کثرتِ کار اُن کی صحت پر منفی اثر نہ ڈالے۔ خود متعدد مرتبہ بیان فرمایا کہ بسا اوقات ایک ایک آیت کے متعلق حوالہ جات وغیرہ کی تلاش میں دس دس دن لگ جاتے ہیں!! اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کس قدر احتیاط ملحوظِ نظر رکھتے تھے!

ایک لمبے عرصہ تک آپ کو سلسلہ احمدیہ کی خدمات سر انجام دینے اور حضور ایدہ اللہ الودود کی رفاقت کا شرف حاصل ہؤا ہے۔ حضور نے اپنی متعدد کتب اور تقاریر کے مسودات انہیں لکھوائے۔ الفضل کے عملہ ادارت کے رکن بھی رہے ہیں۔ صیغہ زود نویسی کے تحت آپ نے حضور کا بہت سا کلام آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ آج کل تفسیر کبیر سے متعلق حضور کے مسودات۔ تفسیری حواشی اور نوٹس کو مرتب کر رہے تھے۔ غرض آپ کی گراں قدر خدمات قابلِ تعریف و تقلید ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی خدمتِ قرآن کو قبول فرما کر مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں بلند مراتب عطا فرمائے اور ان کے لواحقین اور پسماندگان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ خدا کرے جماعت میں ایسی پُر خلوص، انتھک، بے لوث ٹھوس کام کرنیوالی علمی شخصیات ہمیشہ بکثرت موجود رہیں۔ آمین

"جو لوگ حسن ظنّی سے کام نہیں لیتے اور اسرار شریعت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان کو ابتلا آ جاتا ہے ... اعتراض سے پہلے انسان کو چاہیئے کہ حسن ظنّی سے کام لے اور چند روز تک صبر سے دیکھے پھر خود بخود حقیقت کھل جاتی ہے"

(حضرت مسیح موعودؑ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تجارت وکاروبار میں ترقی کے اصول

مکرم پروفیسر حبیب اللہ خانصاحب ایم-ایس سی ——— ربوہ

انسان کو جو انعامات اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے ہے جن کا ذکر قرآن کریم کی ابتدا میں ہی کیا گیا ہے۔ یعنی الرحمٰن اور الرحیم سے۔ کچھ برکتیں اور انعامات ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان کی سعی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی اور بقائے لئے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ان میں بے شمار چیزیں ہماری خدمت کے لئے لگا دیں۔ پھر اس نے ہمیں اسلام جیسی نعمت سے نوازا اور ہمیں ایسے زمانہ میں پیدا کیا جو اس کے مامور کا زمانہ ہے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور ہے اس نے ہمیں صحت و عافیت بخشی، عقل و سمجھ عطا کی اور سامان معیشت بن مانگے فراہم کئے۔ یہ سب ایسے انعامات ہیں جن میں ہماری کوشش کا کوئی دخل نہیں۔ ہم میں سے ہر شخص جو اخلاص سے اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے اور متقیانہ زندگی بسر کرتا ہے وہ بے شمار نعمتوں اور افضال الٰہی سے متمتع ہوتا ہے۔ اپنی زندگی میں وہ خدائے تعالیٰ کی نصرت اور تائید اور اس کے فضل بے پایاں کے کئی نشان اور نمونے دیکھتا ہے۔ اس کے لئے رزق کے دروازے اس طور سے کھلتے ہیں جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔ پھر کئی بلائیں اور مصیبتیں ایسی ہیں جن سے عنایت الٰہی اس کو محفوظ رکھتی ہے۔ وہ سویا ہوا ہوتا ہے اور خدائے قادر و توانا اس کی حفاظت کرتا اور اس کے حاسدوں اور دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ غرض انعام و اکرام اور کامیابی و کامرانی کی ایک کھڑکی وہ ہے جو رحمانیت کے ماتحت کھولی جاتی ہے۔ اس کھڑکی کا کھلنا دل کی پاکیزگی، تقویٰ و طہارت اور محبت و خوف الٰہی پر موقوف ہے۔ جو دل خدائے تعالیٰ کی محبت سے خالی ہے۔ جو اس کے فضل و عنایات سے غافل ہے اور تقویٰ کی باریک راہوں کا لحاظ نہیں رکھتا۔ جو احکام خداوندی اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لاپرواہ ہے وہ اپنے ہاتھوں سے برکتوں کے دروازے اپنے اوپر خود بند کرتا ہے اور انعامات الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ کس قدر بد قسمت ہے وہ انسان جو ان باتوں کو جانتے ہوئے پھر غفلت سے کام لیتا ہے اور یہ سمجھ لیتا ہے کہ سب کامیابی اور ترقی اپنی چالاکی اور ہوشیاری پر ہی منحصر ہے۔

پس ہر احمدی تاجر، پیشہ ور، صناع اور دوسرے کاموں میں معروف شخص کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ سچی خوشحالی اور حقیقی کامیابی کا انحصار محض انسانی کوشش پر نہیں بلکہ خدائے رحمٰن کی عنایات و تفضلات پر ہے۔ برکت روپیہ کی ریل پیل سے نہیں، بلکہ اخلاص و تقویٰ سے آتی ہے۔ خدمت دین کا جو موقعہ جماعت احمدیہ کو مل رہا ہے وہ اس چندے اور روپیہ کی وجہ سے نہیں جو لوگ دیتے ہیں بلکہ وہ اس اخلاص اور جذبۂ قربانی کی وجہ سے ہے۔ جو اس کے پس پردہ کام کر رہی ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ کے فضل کی جاذب بنتی ہے۔ اگر سب کچھ روپیہ پر موقوف ہوتا تو دوسرے بھی اس نعمت میں حصہ دار ہوتے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ پس یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کامیابی، راحت و سکون اور خوشحالی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے کہ خدائے تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کیا جائے اور تقویٰ کی باریک راہوں کو پیش نظر رکھا جائے۔ جب انسان اس شرط کو پورا کر دیتا ہے تو ترزق من تشاء بغیر حساب کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ یہ انعام و اکرام اخلاص و ایمان کے ساتھ مشروط ہے اور غیر مومن اس سے حصہ نہیں پاتا۔

پھر کچھ حصہ انعامات کا وہ ہے جس میں ایک حد تک انسان کی سعی و کوشش کا بھی دخل ہوتا ہے یہ انعامات صفت رحیمیت کے ماتحت عطا ہوتے ہیں۔ ان کے حصول میں مومن اور غیر مومن کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ جس قدر کوشش زیادہ ہوگی اور صحیح رنگ میں ہوگی اسی قدر بدلہ زیادہ ملے گا۔ آج دنیائے اسلام پر نکبت و افلاس کی گھٹائیں چھا رہی ہیں اور یورپ و امریکہ کی مشرک اور روس کی لامذہب اقوام حکومت و اقتدار پر قابض ہیں اور بام عروج پر پہنچی ہوئی ہیں۔ یہ فرق کیوں ہے؟ صرف اسی لئے کہ ہمیں جتنی محنت کرنی چاہیئے اور جس رنگ میں کرنی چاہیئے وہ نہیں کرتے۔ اپنے وقت، اپنی کوشش اور اپنے روپیہ کو غلط رنگ میں صرف کرتے ہیں۔ اس لئے وہ نتائج نہیں پیدا ہوتے جو مغربی ممالک میں برآمد ہو رہے ہیں۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ یورپ و امریکہ کے لوگ تو بڑی بڑی کمپنیاں بناتے ہیں اور دنیا کی دولت سمیٹتے چلے جاتے ہیں لیکن ہمارے ہاں بھائی بھائی مل کر کاروبار نہیں کر سکتے بلکہ باپ بیٹے میں تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ ان کی تجارتیں چلتی چلی جاتی ہیں اور ہم کولھو کے بیل کی طرح جہاں سے شروع کرتے ہیں ساری عمر وہیں رہتے ہیں۔ یہ فرق اس لئے ہے کہ وہ لوگ نہ صرف محنت و کوشش میں ہم سے بہت آگے ہیں بلکہ انہوں نے تجربہ سے یہ بات سیکھ لی ہے کہ صداقت، دیانت اور امانت سے کاروبار میں ترقی ہوتی ہے لیکن ہم ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے ابھی تک یہی سمجھ رہے ہیں۔ کہ دھوکہ بازی، موقع شناسی اور چالاکی سے تجارت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس۔

یہ سمجھنا غلطی ہے کہ ہمارے تاجر و پیشہ ور اور کاروباری لوگ صداقت و امانت کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ سمجھتے ہیں اور ضرور سمجھتے ہیں۔ جب کوئی شخص نئی دوکان کھولتا ہے یا نیا کاروبار شروع کرتا ہے تو اچھی چیزیں مہیا کرتا ہے، مناسب فائدے پر اکتفا کرتا ہے، چھوٹے بڑے اور مرد و بچے میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ سب کو مناسب شرح پر اور ایک ہی دام میں چیز فروخت کرتا ہے لیکن جونہی قدم جمتے ہیں اکثر و بیشتر شیطان بیچ میں آکودتا ہے۔ سب دیانت و امانت بالائے طاق رہ جاتی ہے۔ باٹ بدل جاتے ہیں۔ ہر گاہک کے لئے نرخ مختلف ہو جاتا ہے۔ چور بازاری اور نفع اندوزی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ نتیجہ بدنامی اور بے برکتی کے رنگ میں ظاہر ہونے لگتا ہے، ساکھ بگڑ جاتی ہے اور کاروبار میں وہ پھیلاؤ اور استحکام پیدا نہیں ہوتا جو مغربی اقوام کا طرۂ امتیاز ہے۔

پس کاروبار میں ترقی اور کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کو انہیں لائینوں پر چلایا جائے جن پر ترقی یافتہ اقوام چلا رہی ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہو سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے کہ ہمارے کاروبار میں خاطر خواہ ترقی کیوں نہیں ہوتی اور ہم ساری عمر کی محنت کے باوجود ایک ہی حالت میں کیوں پڑے رہتے ہیں۔

کاروبار میں ترقی کوئی مشکل بات نہیں۔ صرف دل کی تبدیلی اور نقطۂ نظر کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اگر آج ہمارا تاجر اس یقین پر قائم ہو جائے کہ سب برکت و ترقی خدائے تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں ہے تو کیفیت ہی بدل جائے۔ جب لوگوں کو اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ ایک تاجر دیانتدار ہے، چیز خالص اور عمدہ رکھتا ہے اور بے جا منافع سے کام نہیں لیتا تو ایک دنیا اس کی طرف کھنچی چلی جاتی ہے اور روز بروز اس کی نیک نامی اور کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔ لوگ دُور دُور سے اس کے پاس پہنچتے ہیں اور ایک دفعہ سودا خرید کر ہمیشہ کے لئے اس کے گاہک بن جاتے ہیں۔ اس طرح وہ تھوڑا منافع لے کر بھی دوسروں سے زیادہ کما لیتا ہے اور نیک نامی الگ ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا بدلہ نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔ جو شخص اس وجہ سے اپنے کاروبار میں دیانت اور امانت سے کام لیتا ہے کہ کہیں اس کی وجہ سے سلسلہ بدنام نہ ہو وہ یقیناً دوہرے فائدے میں رہتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے فضل سے بھی حصہ پاتا ہے اور اپنی دیانت و امانت اور محنت و توجہ کے باعث دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا جاتا ہے اور نیک نامی الگ ہوتی ہے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ اسلام کی اشاعت و ترقی میں مسلمان تاجروں کا بڑا حصہ ہے۔ وہ جہاں گئے اپنی کاروباری دیانت اور اپنے کردار کی پاکیزگی کے باعث نہ صرف خود نیک نامی اور شہرت حاصل کرتے رہے بلکہ خدائے تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کا موجب بھی ہوئے اسلام کی حقانیت نہ صرف ان کی زبان سے ظاہر ہوتی تھی بلکہ ان کے اعمال بھی اس کی تصدیق کرتے تھے۔ یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر ہم بھی دین کی خدمت میں حصہ لے سکتے ہیں اور اپنے اور اپنی نسلوں کے لئے برکتوں کے دروازے کھول سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان باتوں پر غور و فکر کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عمل کی ضرورت

"یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دُنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہدیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

چندہ جلسہ سالانہ

مومنوں کے اخلاص کے تسلی پانے کا ذریعہ

مومنوں کے اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان تمام خدمات کو صدق دل سے بجالاتے رہیں۔ جو کسی مامور کی طرف سے ان پر عاید کی گئی ہوں۔ چندہ جلسہ سالانہ بھی ایک ایسی ہی خدمت ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"عام لوگوں کی حالت کا قیاس ہمیشہ اوسط درجہ کے مومنوں پر کیا جاتا ہے۔ پس ہم اپنی جماعت کے افراد کا نہ انبیاء پر قیاس کر سکتے ہیں۔ اور نہ منافقوں کو دیکھ کر ان پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ان کی حالت کا اندازہ تمام مومنوں کی حالت پر قیاس کر کے ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور مومن اس قسم کی باتوں سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں پڑھتا ہے کہ "لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲) اور یہ کہ "جو للہ سفر کیا جاتا ہے وہ عنداللہ ایک قسم کی عبادت کے ہوتا ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۷) تو اس کے دل میں جوش پیدا ہوتا ہے کہ میں اس مد میں بھی حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کروں۔ پس اگر یہ مد الگ رہے تو ایک مومن کا اخلاص تسلی پا جاتا ہے لیکن اگر یہ مد الگ نہ ہو اور چندہ عام میں ہی اسے شامل کر دیا جائے تو اس کا اخلاص تسلی نہیں پاتا۔ اور عام چندہ دینے کے باوجود اس کے دل میں حسرت رہ جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی جو تحریک فرمائی تھی۔ میں اس میں حصہ نہیں لے سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جماعت کے دوست چندہ جلسہ سالانہ ہمیشہ الگ دیا کرتے تھے۔ اور چونکہ تمام انتظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے لوگ آپ کو روپیہ بھجوا دیتے تھے یا یہاں آتے تو آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے اور اس طرح ان کے دلوں میں سکینت پیدا ہو جاتی کہ انہوں نے نیکی کے اس شعبہ میں بھی حصہ لے لیا ہے۔ پس اگر اس چندہ کو الگ نہ رکھا جائے تو نیکی کی وہ روح پیدا نہیں ہو گی۔ جو اسے الگ رکھنے کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء)

۲۔ لہٰذا خاکسار تمام مقامی جماعتوں کے عہدہ داروں سے التماس کرتا ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ ارشادات اپنے احباب تک پہنچائیں اور ان سے چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کا انتظام کر کے احباب کے اخلاص کی تسلی کا سامان بہم پہنچائیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سال کی ابتداء یعنی ماہ مئی سے ہی چندہ عام اور حصہ آمد کی وصولی کے ساتھ ساتھ چندہ جلسہ سالانہ بھی وصول کیا جاتا۔ اور بہت سی جماعتیں ایسا ہی کر رہی ہیں۔ لیکن جن جماعتوں نے ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ کی فراہمی شروع نہیں کی انہیں اب مزید توقف نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جلسہ سالانہ میں صرف دو ماہ کے قریب عرصہ رہ گیا ہے۔ اور کسی کام کو آخیر وقت پر ٹالنے سے یہ خدشہ ہوتا ہے کہ شاید بعد میں اس کام کے سرانجام دینے میں کوئی غیر متوقع حالات روک بن جائیں۔ وصولی کی جدوجہد کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس جدوجہد کی رپورٹ ہر ماہ مرکز کو بھجوا دی جائے۔ پس سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ ماہ اکتوبر میں چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کے لئے انہوں نے جو کوشش کی ہو۔ اس کی مفصل رپورٹ ۲۰ ر ماہ اکتوبر تک نظارت بیت المال کو بھجوا دیں اور اسی طرح آئندہ بھی ہر ماہ باقاعدہ رپورٹ بھجواتے رہیں۔ حتیٰ کہ ہر جماعت کا چندہ جلسہ سالانہ کا بجٹ پورا ہو جائے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

دعائے مغفرت

میاں نور محمد صاحب احمدی ساکن سوبھاگا ریلوے اسٹیشن ضلع سرگودھا مورخہ ۲۵/۹/۶۴ بروز جمعہ۔ عرصہ چار ماہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مخلص احمدی تھے اور ۱۹۵۳ء کے بعد جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ قلیل تعداد میں افراد جماعت جنازہ میں شامل ہوئے۔ اس لئے احباب جماعت ان کا جنازہ غائب پڑھیں اور درثاء کیلئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

(حکیم مہر الدین معلم جماعت احمدیہ حلقہ ۱۶۸/۱۷۱ منگلا ضلع سرگودھا)

دیہاتی مجالس خدام الاحمدیہ کی خدمت میں

ایک ضروری گذارش

ہمارا سالانہ اجتماع ۲۳-۲۴-۲۵ ر اکتوبر ۱۹۶۴ء ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہمارا یہ اجتماع ایک قومی اجتماع ہے۔ جس میں زندگیوں کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ اس لئے ہر خادم کو اس میں شامل ہونے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

قائدین مجالس کوشش کریں۔ کہ وہ اجتماع میں خود بھی شامل ہوں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو اپنے ہمراہ لائیں۔

اگر کسی جائز مجبوری کے تحت کسی مجلس کے خدام زیادہ تعداد میں شامل نہ ہو سکتے ہوں تو ہر مجلس کے کم از کم ایک نمائندہ کی شمولیت بہرحال ضروری ہے۔

شہری مجالس کی نمائندگی تو ہو جاتی ہے۔ مگر دیہاتی مجالس اس طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دیتیں۔ اسلئے دیہاتی مجالس کے قائدین سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس بارہ میں بالخصوص جدوجہد کریں۔ خود بھی اجتماع میں شامل ہوں اور دوسروں کو بھی ساتھ لائیں۔ اور تربیت کے اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

(مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مسجد احمدیہ زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں حصہ لینے والوں کیلئے

خوشخبری

سیدنا حضرت اقدس فضل عمر المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی خدمت بابرکت میں ماہ ظہور ۱۳۴۳ھش (اگست ۱۹۶۴ء) میں تعمیر مسجد احمدیہ زیورک (سوئٹزرلینڈ) کے لئے وعدے اور نقد ادائیگی کرنے والے مخلصین کے اسماء گرامی معہ ان کی مالی قربانیوں کے بغرض دعا اور منظوری پیش کئے گئے۔ اس فہرست کو ملاحظہ فرما کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"جزاھم اللہ احسن الجزاء"

جملہ احباب جماعت تعمیر مسجد احمدیہ زیورک (سوئٹزرلینڈ) کے صدقہ جاریہ میں دل کھول کر حصہ لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی نیز اپنے محسن آقا حضرت اقدس فضل عمر المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی خاص دعائیں حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

شکریۂ احباب

خاکسار کی والدہ محترمہ کی وفات پر کئی بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے تعزیت اور اظہار افسوس کے خطوط ملے ہیں۔ میں اس اظہار ہمدردی پر ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین

(خاکسار طالب دعا محمد صادق سابق مبلغ سماٹرا۔ مسجد احمدیہ۔ فاطمہ جناح روڈ۔ کوئٹہ)

درخواستہائے دعا

٭ طارق سلیم احمد صاحب کراچی کی والدہ ماجدہ سخت بیمار ہیں۔ ٭ سیٹھی بشیر احمد صاحب جہلم کا چھوٹا بچہ عموماً بیمار رہتا ہے۔ ٭ چوہدری محمد الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ چک ۵۶۵ کی اہلیہ ایک سال سے بیمار ہیں ٭ شودود احمد صاحب خالد ابن ماسٹر منظور احمد صاحب شہید لائلپور بیمار رہتے ہیں اور بعض دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ ٭ محمد اسلم خانصاحب درویش بھی بیمار ہیں۔ ٭ مکرم چوہدری ظفر اسلام صاحب عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ ٭ کیپٹن سید سعید احمد صاحب لاہور کو بہت سا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ اور پریشانیوں سے نجات کیلئے دعا فرمائیں۔

٭ حکیم محمد عبد اللہ صاحب جہلم کے بچے عطاء اللہ صاحب نے بی ایس سی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی والدین اور سلسلہ کے لئے موجب برکت بنائے آمین۔ ڈاکٹر منیر احمد صاحب پسر چوہدری رحمت اللہ صاحب نمبردار کنجاہی ضلع گجرات اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ جا رہے ہیں احباب ان کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

انصار اللہ کے مرکزی اجتماع میں احباب کثرت سے شریک ہوں

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

هو الشافی
مطب حکیم محمد شفیع ممتاز الاطباء
زنانہ و مردانہ امراض کا کامیاب علاج
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

✱ - حیدرآباد ۶ - اکتوبر - وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ روس کے وزیراعظم کوسیجن کو پاکستان کے دورہ کی دعوت دی گئی جو ابھی تک قائم ہے وزیراعظم کوسیجن جب پسند کریں اس دعوت پر پاکستان آ سکتے ہیں ۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ بھارت نے مسئلہ کشمیر کو فوجی طاقت کے ذریعے حل کرنے کی دھمکی دی ہے اس بنا پر بھارت کو روس کی فوجی امداد ہمارے نقطہ نظر سے اچھے ہمسایوں کا سا کام نہیں ۔ اس سے صورت حال خراب ہو گی ۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ قاہرہ میں غیر جانبدار سربراہوں کی کانفرنس شروع ہو رہی ہے اس کانفرنس کے ایجنڈے پر حق خود ارادی کا مسئلہ رکھنے سے ثابت ہو گیا ہے کہ غیر جانبدار ممالک کشمیر کے معاملے میں پاکستان کے موقف کو سمجھنے لگے ہیں ۔ اور اب ان ممالک میں بھی پاکستان کا اثر محسوس کیا جانے لگا ہے ۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ کشمیر کے معاملہ میں خود انصاف ہمارے ساتھ ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمیں عالمگیر حمایت حاصل ہوئی ہے ۔

✱ - لاہور ۶ - اکتوبر - مغربی پاکستان کے وزیر اطلاعات و قانون جناب غلام نبی میمن نے کہا ہے کہ حزب اختلاف کی پارٹیوں کے محاذ کا مقصد ملک میں انتشار بے چینی اور گڑبڑ پیدا کر کے خود فائدہ اٹھانا ہے ۔ انھوں نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ متحدہ محاذ ۱۹۵۴ء کے ملتوی فرنٹ پر مشتمل ہے ان کے حربے وہی ہیں اور ان کے نظریات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی اور ان کے مقاصد پہلے کی طرح نہایت خطرناک ہیں ۔ اور وہ یہ ہیں کہ ملک میں انتشار بے چینی گڑبڑ پیدا کر کے خود خوب فائدہ اٹھاؤ ۔

✱ - لاہور ۶ - اکتوبر - محترمہ فاطمہ جناح نے کہا ہے کہ صدارتی انتخابات میں شمولیت سے متعلق میرا مقصد صدارتی کرسی کا حصول نہیں بلکہ آمریت کے خلاف جہاد اور جمہوریت کو بحال کرنا ہے انھوں نے کہا مجھے یقین ہے کہ جمہوریت عوام کے دل کی آواز ہے اور میری قوم کا ہر فرد اس آواز میں میرے ساتھ شریک ہو گا ۔

✱ لندن ۶ - اکتوبر - بھارت کے اٹمی توانائی کمیشن کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر ہومی جے بھابھا نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ ضرورت پڑنے پر بھارت ۱۸ ماہ کے اندر اٹیم بم کا تجربہ کر سکتا ہے انھوں نے یہ انکشاف اپنے ایک انٹرویو میں کیا ہے جو لندن کے ایک اخبار "آبزرور" میں شائع ہوا ہے ۔

✱ - لاہور - ۶ - اکتوبر - پاکستان ہائی کورٹ کے فل بنچ نے جماعت اسلامی کے چوالیس رہنماؤں کی نظر بندی کے خلاف مولانا مودودی کی حبس بے جا کی درخواست پر اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ۔ اس درخواست میں مغربی پاکستان کے امن عامہ کے آرڈیننس کے تحت مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے دوسرے ۴۳ رہنماؤں کی نظر بندی کو چیلنج کیا گیا تھا ۔

✱ - مظفرآباد ۶ - اکتوبر - آزاد کشمیر کے مجاہدین نے مقبوضہ کشمیر میں مقیم بھارتی فوجوں کے دو منظم حملے پسپا کر دیئے ہیں اور بھارتی فوجوں کو زبردست جانی نقصان پہنچایا ہے ۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق بھارتی فوجوں نے ہفتہ کی شام کو جنگ بندی لائن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے علاقہ کوٹلی کے تین میل جنوب مشرق میں مجاہدین آزاد کشمیر پر حملہ کر دیا ۔ حملہ کے دوران بھارتی فوجوں نے اوسط درجے کی مشین گنیں استعمال کیں ۔ پیش قدمی کے وقت اسلحہ بردار گاڑیاں بھی ان کے ہمراہ تھیں ۔ حملہ پر مجاہدین نے اپنے دفاع کے لئے گولیاں چلائیں ۔ چار گھنٹہ کی فائرنگ کے بعد بھارتی فوجیں زبردست جانی نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئیں مجاہدین کا کوئی آدمی ہلاک یا زخمی نہیں ہوا ۔

✱ کراچی - ۶ - اکتوبر - توقع ہے کہ الیکشن کمیشن ۸ - اکتوبر کو مغربی پاکستان کے مختلف اضلاع میں بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات کی تاریخوں کا اعلان انتخابی ادارہ کے قانون کی دفعہ ۱۹ کے تحت ایک اعلامیہ کے ذریعے کرے گا رجسٹریشن افسر ۸ - اکتوبر کو ایک اعلامیہ جاری کریں گے جس میں متوقع امیدواروں سے کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے لئے کہا جائے گا ۔ کاغذات نامزدگی ۱۵ - اکتوبر تک داخل کئے جا سکیں گے اور کاغذات نامزدگی کو واپس لینے کی آخری تاریخ ۲۰ - اکتوبر ۱۹۶۴ء ہو گی ۔

پاکستان ویسٹرن ریلوے ـــــ ہیڈکوارٹرز آفس لاہور

نوٹس

پی ڈبلیو ریلوے میں ۵۰ - ۳ - ۱۷۵ روپے کے سکیل میں ٹائپسٹ کی ۱۲ عارضی آسامیاں پر کرنے کے لئے مغربی پاکستان کی شہریت رکھنے والے امیدواروں سے ۳۱-۱۰-۶۴ تک درخواستیں مطلوب ہیں ایک فیصد اور ۳۳ فیصد آسامیاں علی الترتیب (۱) شیڈولڈ کاسٹس (۲) ریلوے ملازمین (حال ملازم، ریٹائرڈ یا فوت شدہ) کے بیٹے پوتوں (نواسوں) اور زیر کفالت (یتیم) بھائیوں کے لئے مخصوص ہیں ۔ آئٹم (۲) کے ضمن میں ۳۳ فیصد مخصوص آسامیوں کے تحت آنے والے امیدواروں کو اپنی درخواستوں کے ساتھ حسب ذیل دستاویزات پیش کرنی ہوں گی ۔

(الف) اس بات کا ثبوت کہ امیدوار کا باپ دادا یا بھائی ریلوے کا مستقل / منظور شدہ ملازم ہے / تھا زیر کفالت بھائی کی صورت میں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس کا باپ زندہ نہیں ہے اور وہ مکمل طور پر اپنے بھائی کی زیر کفالت ہے ۔

(ب) اس صورت میں جب کہ امیدوار کا باپ / دادا ۔ اس وقت ریلوے کی ملازمت میں نہ ہو تو اس بات کا واضح ثبوت کہ :-

(۱) اس کو ڈسپلینری یا اپیل رولز کے تحت ملازمت سے برخواست یا برطرف نہیں کیا گیا تھا اور

(۲) اس نے گریجوایٹی یا پراویڈنٹ فنڈ سے خاص حصہ یا پنشن وصول کر لی تھی ۔

۲ - عورتیں بھی درخواست دے سکتی ہیں ۔

۳ - عمر :- نان گریجوایٹس کے لئے ۳۱ - اکتوبر ۱۹۶۴ء تک ۱۸ سے ۲۵ سال کے درمیان گریجوایٹ امیدواروں کی صورت میں ۳۰ سال تک رعایت دی جائے گی ۔

۴ **کم از کم قابلیت** :-

کسی تسلیم شدہ یونیورسٹی سے میٹریکولیشن سکینڈ ڈویژن یا جونیئر کیمبرج یا اس کے مساوی امتحان ریلوے ملازمین کے بیٹوں ۔ پوتوں (نواسوں) اور زیر کفالت بھائیوں کی صورت میں تھرڈ ڈویژن تک رعایت دی جائے گی ۔

(۲) انگریزی کی اعلیٰ قابلیت لازمی ۔ شارٹ ہینڈ کی رفتار ۱۰۰ تا ۱۲۰ الفاظ فی منٹ اور نقل کرنے کی رفتار ۳۰ تا ۴۰ الفاظ فی منٹ

۵ - **تنخواہ** :- ۳۵۰ - ۲۱۵ - ۱۰ - ۱۷۵ کے سکیل میں ۱۷۵ روپے ماہوار اس کے علاوہ قواعد کے تحت ملنے والے دیگر الاؤنس ۔

۶ **درخواستوں کی ترسیل** :- درخواستیں ان مجوزہ فارموں پر تحریر کی جائیں جو ایک روپیہ کے عوض بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں سے مل سکتے ہیں اور ان میں چھپی ہوئی ہدایت کے مطابق پر کر کے نزدیکی دفتر روزگار کی معرفت ارسال کی جائیں ۔ براہ راست وصول شدہ درخواستیں قابل قبول نہ ہوں گی ۔

(ب) سرکاری ریلوے ملازمین کی صورت میں درخواستیں اپنے محکمہ / دفتر کے سربراہ کے توسط سے بھیجی جائیں ۔

(ج) درخواستیں جن کے اسناد کی مصدقہ نقول اور خاص ضلع کی مستقل رہائش کے بارے میں کلاس ۱ مجسٹریٹ متعلقہ ضلع کے ڈپٹی کمشنر کا سرٹیفکیٹ شامل ہو ۔ وائس چیئرمین (پرسنل) پاکستان ویسٹرن ریلوے ہیڈکوارٹرز آفس ایمپریس روڈ لاہور کے دفتر میں زیادہ سے زیادہ ۳۱-۱۰-۶۴ تک پہنچ جانی چاہئیں ۔

۷ - **خاص مراعات** ۔ شیڈولڈ کاسٹس (۱) مغربی پاکستان کے قبائلی علاقوں بشمول ان سے ملحقہ ریاستوں کے امیدواروں (۲) علاقہ آزاد کشمیر ۔ گلگت ایجنسی ۔ بلتستان کے مستقل باشندوں یا ریاست جموں و کشمیر کے ان باشندوں سے جو نقل مکانی کر کے مذکورہ علاقوں میں یا پاکستان کے کسی دوسرے حصے میں آ بسے ہوں اور (۳) مغربی پاکستان کے ضلع ڈیرہ غازی خان کے متعلقہ علاقوں کے امیدواروں سے (الف) درخواست فارم کی قیمت ایک روپیہ کی بجائے ۲۵ پیسے لی جائے گی (ب) زیادہ سے زیادہ عمر کی حد میں ۳ سال کی رعایت دی جائے ۔

۸ - ٹسٹ اور انٹرویو کے لئے بلائے جانے والے امیدواروں کو سفر خرچ یا دیگر اخراجات ادا نہیں کئے جائیں گے

۹ - کامیاب امیدواروں کو میڈیکل ٹسٹ پاس کرنا ہو گا ۔

۱۰ - درخواستیں معہ مصدقہ نقول اسناد دستر تفتیش وائس چیئرمین (پرسنل) پی ڈبلیو آر ہیڈکوارٹرز آفس ایمپریس روڈ لاہور کو ۳۱ - اکتوبر ۱۹۶۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں ۔

(ایم اے خان)
برائے وائس چیئرمین (پی)

لقائے الٰہی دو طرح سے حاصل ہوتا ہے ایک فردی اور دوسرے قومی طور پر

قومی طور پر لقائے الٰہی اُس وقت تک میسّر نہیں آتا جب تک کہ ہر فرد اپنے آپ کو فنا نہ کر دے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے ایک آیت قرآنی کی نہایت لطیف تفسیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الانشقاق کی آیت یا ایّھا الانسان انّک کادحٌ الیٰ ربّک کدحاً فملاقیہ۔ (یعنی اے انسان تو اپنے رب کی طرف پورا زور لگا کر جانے والا ہے اور پھر اس سے ملنے والا ہے) کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے واضح فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے انتہائی محنت کی ضرورت ہے جب تک ہر فرد جماعت اپنے آپ کو کام کرتے کرتے فنا نہیں کر دیتا۔ اس وقت تک خدا نظر نہیں آسکتا لقائے الٰہی کی نعمت قومی طور پر اس وقت حاصل ہوتی ہے جب قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے چنانچہ حضور تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:-

"یا ایّھا الانسان انّک کادحٌ الیٰ ربّک کدحاً فملاقیہ میں بتایا گیا ہے کہ جب تک ہر انسان اپنے آپ کو کام کرتے کرتے فنا نہیں کر دیتا اس وقت تک قومی طور پر خدا نظر نہیں آسکتا۔ انفرادی طور پر بے شک انسان کو کدح کے بعد لقائے الٰہی حاصل ہو جاتا ہے مگر قومی طور پر اسی وقت لقائے الٰہی کی نعمت حاصل ہوتی ہے جب قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے۔

دنیا میں لقائے الٰہی دو طرح سے حاصل ہوتا ہے ایک فردی طور پر اور ایک قومی طور پر اگر قوم تباہ بھی ہو چکی ہو تب بھی فردی طور پر انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل باوجود اس کے کہ مسلمان قومی طور پر تباہ و برباد ہو چکے تھے ان میں بعض بزرگ پائے جاتے تھے مثلاً حضرت عبداللہ غزنوی کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ وہ بزرگ انسان تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ یا حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ اور اسی طرح بعض اور بزرگ گزرے ہیں مگر یہ چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے چند نفوس تھے جو خدا تعالیٰ سے ملے۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے یہ دکھانے کے لئے بھیجا تھا کہ اسلام اب بھی اپنے اندر طاقت رکھتا ہے، اور اب بھی وہ لوگوں کو زندہ کر سکتا ہے اب بھی وہ انھیں خدا تعالیٰ کے دربار تک پہنچا سکتا ہے۔ مگر قومی طور پر ان کے وجود سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ پس حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ کیا تھے؟ وہ درحقیقت حجت تھے سستوں پر۔ وہ حجت تھے غافلوں پر اور یہ بتانے کے لئے بھیجے گئے تھے کہ اسلام اب بھی اپنے اندر زندگی بخش اثرات رکھتا ہے۔ اسی طرح حضرت سید اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کیا تھے؟ وہ حجت تھے سستوں پر۔ وہ حجت تھے غافلوں پر اور یہ بتانے کے لئے بھیجے گئے تھے کہ اسلام اب بھی اپنے اندر زندگی بخش اثرات رکھتا ہے مگر بحیثیت ایک قوم اسلام کو ان کے وجود سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا۔ کیونکہ اسلام نام تھا چالیس کروڑ افراد کا جن میں سے کوئی چین میں رہتے تھے کوئی جاپان میں رہتے تھے۔ کوئی سماٹرا اور جاوا میں رہتے تھے اور کوئی دوسرے ممالک میں رہتے تھے اور یہ وہ ممالک ہیں جہاں ان لوگوں کی کوئی آواز نہیں پہنچی۔ یوں ہماری جماعت بھی ابھی چھوٹی ہے مگر ہماری جماعت وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک میں پھیل رہی ہے پس وہ لوگ صرف غافلوں پر حجت تھے اور اس بات کی دلیل تھے کہ خدا اب بھی لوگوں کو زندہ کر سکتا ہے ورنہ ان کے زمانہ میں قومی طور پر مسلمانوں نے خدا کے چہرہ کو نہیں دیکھا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایّھا الانسان انّک کادحٌ الیٰ ربّک کدحاً فملاقیہ اے جماعت مومنین کے افراد تم میں سے ہر شخص کو اس سلسلہ میں اپنے آپ کو فنا کرنا پڑے گا۔ تب تمہیں قومی طور پر خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آئے گا اور اس کے لقاء کی نعمت تمہیں میسر آئے گی اور یہی نعمت حقیقی نعمت ہوتی ہے ورنہ انفرادی طور پر تو ہر زمانہ میں لوگ خدا تعالیٰ کو پاتے رہتے ہیں لیکن انفرادی طور پر خدا تعالیٰ کو پا لینے سے قوم کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا قومی طور پر اسی وقت خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوتا ہے اور قوم کا ہر فرد خدا تعالیٰ کا چہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہر فرد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے رستوں میں فنا کر دیتا ہے اور اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتا جب تک اس نعمت عظمیٰ کو حاصل نہیں کر لیتا"

محترم بابا نواب دین صاحب عرف میاں کالوؓ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ ، اکتوبر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی اور دیرینہ خادم محترم بابا نواب دین صاحب عرف میاں کالو رضی اللہ عنہ کل مورخہ ۷ اکتوبر بروز یکشنبہ گیارہ بجے قبل دوپہر وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ایک سو سال سے بھی کچھ زیادہ تھی۔ اسی روز نماز عصر کے بعد احاطہ مسجد مبارک میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر نعش کو قطعہ صحابہ خاص میں محترم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا قبر تیار ہونے پر مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ نے دعا کرائی۔

محترم بابا نواب دین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ قادیان سے ملحق موضع ننگل کے رہنے والے تھے آپ کو ابتداء ہی سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر خدمات بجا لانے کا موقع ملتا رہا آپ بڑے فخر سے سنایا کرتے تھے کہ آپ کو حضرت امیر المومنین نور اللہ مرقدہا کی ڈولی اٹھانے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک موقع پر کوئی اور سواری دستیاب نہ ہونے کے باعث اس زمانہ میں دیہات کے مروجہ طریق کے مطابق پالکی میں تشریف فرما ہو کر سفر کرنا پڑا تو محترم بابا نواب دین صاحب کو بعض دیگر احباب کے ساتھ حضور علیہ السلام کی پالکی کو اپنے کندھے پر اٹھانے کا خصوصی شرف حاصل ہوا جب ۱۹۶۲ء میں سیرالیون کے ایک ممتاز لیڈر جناب ابوبکر بگبے کمارا جو نہایت مخلص احمدی ہیں انگلستان سے اپنے وطن واپس جاتے ہوئے ربوہ تشریف لائے اور یہاں دیگر احباب کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے بھی ملے تو اس وقت ان کی ملاقات محترم بابا نواب دین صاحب مرحوم سے بھی کرائی گئی۔ یہ معلوم کر کے کہ بابا نواب دین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پالکی اپنے کندھے پر اٹھانے کا خصوصی شرف حاصل ہے جناب بگبے کمارا فوراً آپ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ آپ کے گھٹنوں پر رکھ کر درخواست کی کہ آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر انھیں برکت دیں چنانچہ آپ نے بڑی شفقت کے ساتھ ان کے سر اور پشت پر ہاتھ پھیرا اور انھیں دعا دی۔ (اس ایمان افروز ملاقات کے تفصیلی حال کے لئے دیکھیں ماہنامہ انصار اللہ بابت اپریل ۱۹۶۲ء)

محترم بابا نواب دین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہ تھی البتہ آپ کے بھتیجے اور ان کے بیٹے ربوہ میں ہی رہائش رکھتے ہیں اور ہوٹل وغیرہ کا کاروبار کرتے ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم بابا صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اپنے خاص مقام قرب سے نوازے نیز آپ کے پسماندگان کا دین و دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ (آمین)

محترم مولوی محمد یعقوب صاحب کی نعش سپرد خاک کر دی گئی

نماز جنازہ اور تدفین میں احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے

ربوہ ، اکتوبر۔ محترم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مرحوم (سابق انچارج شعبہ زود نویسی) کی نعش کل مورخہ ۷ اکتوبر کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ خاص میں سپرد خاک کر دی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم مولوی صاحب نے مورخہ ۵ اکتوبر کو سوا چار بجے سہ پہر وفات پائی تھی۔ مورخہ ۶ اکتوبر کو صبح ۸ بجے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے میدان میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، ناظر و وکلاء صاحبان صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے جملہ کارکنان۔ تعلیم الاسلام کالج کے ممبران اسٹاف اور دیگر اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ جہاں مرحوم کی نعش کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذیر ہدایت قطعہ صحابہ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ہی دعا کرائی جس میں جملہ احباب جو بہت کثیر تعداد میں جنازہ کے ہمراہ بہشتی مقبرہ گئے تھے شریک ہوئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب مرحوم کی روح پر انوار و برکات اور افضال و انعامات کی بارش نازل فرمائے اور آپ کو اپنے خاص مقام قرب سے نوازے نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو ان کے نفوس و اموال میں برکت بخشے اور محترم مولوی صاحب کے نقش قدم پر چلنے اور خدمت اسلام اور خدمت سلسلہ کی بڑھ چڑھ کر خدمات بجا لانے کی توفیق سے نوازے۔ (آمین)